

از عدالتِ عظمیٰ

شریمتی کلاشود پوی بر من ودیگراں

بنام

کمشنر آف انکم ٹیکس ویسٹ بنگال، کلکتہ

تاریخ فیصلہ: 08 فروری 1996

[ایس پی بھروچا اور ایس صغیر احمد، جسٹس صاحبان]

انکم ٹیکس ایکٹ، 1961: دفعہ 143(3)۔

انکم ٹیکس - ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) - کی تشخیص - متعلقہ تخمینہ کاری سال کے لیے دستخط شدہ تخمینہ کاری آرڈر یا فارم - کی عدم موجودگی - قرار پایا کہ: کوئی درست تخمینہ کاری نہیں تھی۔

دفعہ 256(1)

انکم ٹیکس - حوالہ - عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار - کا دائرہ کار - قرار پایا کہ: عدالت عالیہ ٹریبونل کے ذریعے پائے گئے حقائق کے پیچھے نہیں جاسکی۔

الفاظ اور جملے:

"مگراہ کن نتیجہ" - انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی دفعہ 256(1) کے تناظر میں۔

اپیل کنندہ نے اپنے ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کے کارٹا کے طور پر متعلقہ تخمینہ کاری سال کے لیے ریٹرن جمع کرایا تھا۔ ریونیو کے ریکارڈ پر تخمینہ کاری آرڈر پر کوئی دستخط نہیں تھے۔ تخمینہ کاری فارم کی کوئی دستخط شدہ کاپی نہیں تھی۔ ایک مطالبہ نوٹس تھا جس پر کچھ ابتدائی یا دستخط تھے۔ ریکارڈ پر ایک اقراری رسید تھی جس پر کسی شخص کے دستخط تھے۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں تھا کہ مطالبہ نوٹس میں اٹھایا گیا مطالبہ اپیل کنندہ کے ذریعے ادا کیا گیا تھا۔

انکم ٹیکس افسر نے انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی دفعہ 147(a) کے تحت کارروائی کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اپیل کنندہ کا ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) تخمینہ کاری سے بچ گیا ہے۔ اپیل کنندہ نے احتجاج کے تحت 'ننار' ریٹرن دائر کیے۔ I.T.O. نے اپیل کنندہ دلیل کو خارج کر دیا اور ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) پر تخمینہ کاری کی جس کے بعد اپیل کنندگان نے انکم ٹیکس ایپیٹ ٹریبونل میں اپیل کی۔ ٹریبونل نے اپیل کی اجازت دے دی۔ ریونیو نے ٹریبونل کا حوالہ مانگا اور اس نے عدالت عالیہ کا حوالہ دیا جس نے اس بنیاد پر ریونیو کے حق میں جواب دیا کہ ٹریبونل کی طرف سے اخذ کیا گیا نتیجہ غلط تھا۔ عدالت عالیہ کے فیصلے سے نالاں اپیل کنندہ نے اس اپیل کو ترجیح دی تھی۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ موقف اختیار کیا گیا کہ نہ تو قانونی نوٹسوں، نہ ہی مطالبہ نوٹس، اور نہ ہی تخمینہ آرڈر اسے موصول ہوا؛ اور یہ کہ کسی بھی شخص کو اس کی جانب سے کوئی نوٹس وصول کرنے کا اختیار حاصل نہیں تھا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1.1، عدالت عالیہ، ٹیکس کے قوانین کے تحت ایک حوالہ میں قانون کے سوالات کے حوالے سے مشاورتی دائرہ اختیار کا استعمال کرتی ہے۔ یہ تب ہی ہوتا ہے جب اس کے سامنے کوئی سوال ہوتا ہے جو یہ پوچھتا ہے کہ کیا ٹریبونل، اس کے سامنے موجود ریکارڈ پر موجود شواہد پر، کسی ایسے نتیجے پر پہنچا ہے جو اس بات سے متصادم ہے کہ وہ حقائق میں جاسکتا ہے کیونکہ یہ قانون کا سوال ہے۔ کوئی نتیجہ صرف اس صورت میں منفي ہوتا ہے جب وہ ایسا ہو کہ کوئی بھی شخص، جس کو مناسب طریقے سے ہدایت دی گئی ہو، اس کے سامنے موجود ریکارڈ پر، معقول طور پر اس تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

1.2. عدالت عالیہ، ریفرنس کی کارروائی میں، پائے جانے والے حقائق کے پیچھے نہیں جا سکتی۔ یہ ایسے شواہد کو نہیں دیکھ سکتا جو ٹریبونل کے سامنے نہیں تھے جب وہ متنازعہ نتائج پر پہنچے تھے تاکہ یہ مانا جاسکے کہ یہ نتائج متضاد ہیں۔

2. "تسلیم شدہ" حقائق کا بیان ریونیو کی طرف سے ٹریبونل کے سامنے اس کی حوالہ درخواست کے ضمیمہ کے طور پر رکھا گیا تھا۔ یہ کہ مقدمے کے بیان میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ کسی شخص کو مشخص الیہ کی جانب سے پہلے نوٹس موصول ہوئے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹریبونل نے ایسا نہیں پایا تھا؛ کہ اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ریونیو نے یہ دلیل اور معاون مواد ٹریبونل کے سامنے نہیں رکھا تھا۔ عدالت عالیہ ٹریبونل سے یہ معلوم کرنے کا مطالبہ کر سکتی تھی کہ

آیا کسی شخص کو مشخص الیہ کی جانب سے پہلے نوٹس موصول ہوئے تھے اور مقدمے کا اضافی بیان تیار کیا گیا تھا، لیکن عدالت عالیہ ان "تسلیم شدہ" حقائق پر اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکی کہ ٹریبونل کے حقائق کے نتائج غلط تھے۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو مناسب اہمیت نہیں دی کہ ٹریبونل کے سامنے ریونیو کی طرف سے پیش کردہ ریکارڈ پر کوئی دستخط شدہ تخمینہ کاری کا حکم نہیں تھا اور نہ ہی دستخط شدہ تخمینہ کاری کا فارم تھا۔

کلیان کمار رائے بنام کمشنر انکم ٹیکس، 191 آئی ٹی آر 634، پر انحصار کیا۔

ایلس ریڈ بنام سی آئی ٹی، 5 آئی ٹی سی 100، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2242-2246، سال 1978۔

آئی ٹی ریفرنس نمبر 90، سال 1968 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 14.7.77 کے فیصلے اور حکم

سے۔

اپیل گزاروں کے لیے کے بی روہتاگی، انوپ شرما اور مس اپر ناروہتاگی۔

جواب دہندگان کے لیے آر آر مشرا، آر ستیش اور ایس این ٹرڈول۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس بھاروچانے سنایا۔

یہ خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے۔ یہ حکم جو اعتراض ہے کلکتہ کی عدالت عالیہ نے انکم ٹیکس کے حوالے سے منظور کیا تھا۔ عدالت عالیہ سے جن سوالات کا جواب طلب کیا گیا تھا وہ یہ تھے:

1. آیا حقائق پر اور مقدمے کے حالات میں، تخمینہ کاری کے سال 1955-56 کے لیے ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) پر درست تخمینہ کاری تھی؟

2. اگر سوال نمبر 1 کا جواب مثبت ہے، تو کیا حقائق پر اور مقدمے کے حالات میں، ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کی حیثیت میں 1958-59 سے 1962-63 کے جائزے درست ہیں؟

تخمینہ کاری کے سالوں 1958-59 سے 1962-63 سے متعلق حوالہ، متعلقہ پچھلے سال جن میں B.S سال 1364 سے 1368 تھے۔ مشخص الیہ راش بہاری داس بر من تھا، جو ہندو قانون

کے متکثرا اسکول کے زیر انتظام تھا۔ اس فیصلے کے مقاصد کے لیے اس کی خاندانی تاریخ میں جانا غیر ضروری ہے، جس کا حوالہ انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے ذریعے عدالت عالیہ کے سامنے رکھے گئے مقدمے کے بیان اور عدالت عالیہ کے فیصلے دونوں میں دیا گیا ہے۔ جو ہم اب بیان کرتے ہیں وہ متعلقہ ہے اور یہ مقدمے کے بیان سے لیا گیا ہے۔ تخمینہ کاری کے سال 1955-56 کے لیے مشخص الیہ نے 14 نومبر 1957 کو ایک ریٹرن جمع کرایا، جس میں خود کو اپنے ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کا کارتا قرار دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) پر ایک تخمینہ کاری کی گئی تھی۔ ریونیو کے ریکارڈ پر تخمینہ کاری آرڈر پر کوئی دستخط نہیں ہیں۔ تخمینہ کاری فارم کی کوئی دستخط شدہ نقل نہیں ہے۔ 10 اپریل 1958 کا مطالبہ نوٹس ہے جس پر کچھ ابتدائی یاد دستخط ہیں۔ تخمینہ کاری مشخص الیہ کے مطابق نہ تو قانونی نوٹس موصول ہوئے اور نہ ہی مطالبہ نوٹس اور نہ ہی تخمینہ کاری کا حکم موصول ہوا۔ ریکارڈ پر ایک اقراری رسید موجود ہے جس پر 25 اپریل 1958 کی تاریخ ہے جس پر پھول سنگھ کے دستخط ہیں۔ مشخص الیہ کے مطابق ایسا کوئی شخص نہیں تھا جسے اس کی طرف سے کوئی نوٹس وصول کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں تھا کہ مطالبہ نوٹس میں اٹھائے گئے مطالبے کی ادائیگی مشخص الیہ نے کی تھی۔

مشخص الیہ نے تقسیم کا مقدمہ دائر کیا (جس کا نمبر 665، سال 1955 کلکتہ عدالت عالیہ میں تھا)۔ ایک تصفیہ طے پایا۔ جائیدادوں کو حد پیمائش کے لحاظ سے تقسیم کیا جانا تھا، لیکن یہ تب تک کیا جانا باقی رہا جب ٹریبونل کی طرف سے مقدمے کا بیان تیار کیا گیا۔

تخمینہ کاری کے سالوں 1956-57 سے 1961-62 کے لیے، انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 22 کے تحت ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کو کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔ اسی طرح، تخمینہ کاری کے سال 1962-63 کے لیے، انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی دفعہ 139 کے تحت ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کو کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔ تقسیم کے مقدمے کے تحت آنے والی جائیدادوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کے سابق اراکین کے ذریعے واپس کیا گیا اور ان کے ہاتھوں میں اس مشخصہ لگایا گیا۔

اس کے بعد انکم ٹیکس آفیسر نے انکم ٹیکس ایکٹ 1961 کی دفعہ 147(a) کے تحت کارروائی کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ محاسب کی ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کا تخمینہ چھوٹ گیا تھا۔ یہ اس بنیاد پر تھا کہ کوئی حقیقی تقسیم نہیں ہوئی تھی اور محاسب نے ایک ایسا گوشوارہ داخل کیا تھا جس میں حقائق کی غلط بیانی کی گئی تھی۔ I.T.O. نے تخمینہ کاری سال 1958-59 سے 1961-62 کے لیے

دفعہ 148 کے تحت اور تخمینہ کاری سال 1962-63 کے لیے دفعہ 139(2) کے تخمینہ کاری شروع کی۔ مشخص الیہ نے احتجاج کے تحت 'نیل ریٹرن داخل کیے۔ I.T.O نے مشخص الیہ دلیل کو خارج کر دیا اور ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) پر تشخیص کی۔ مشخص الیہ نے اپیل کی لیکن، مقدار میں کچھ کمی کے علاوہ، I.T.O کے احکامات کی تصدیق کی گئی۔

مشخص الیہ نے ٹریبونل میں اپیل کی۔ مشخص الیہ والے نے زور دے کر کہا کہ متعلقہ تخمینہ کاری کے سالوں کے دوران کوئی ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) نہیں تھا اور اس کے خلاف کوئی درست کارروائی نہیں کی جاسکتی تھی۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) کا کبھی مشخصہ نہیں لیا گیا تھا اور اس لیے 1922 کے ایکٹ کی دفعہ 25A کے تحت درخواست دینے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ ریونیو کی جانب سے یہ پیش کیا گیا کہ ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) پر ایک تخمینہ کاری تھی جیسا کہ اے وائی کے حکم سے واضح تھا۔ 1955-56 اور یہ کہ، جب تک یہ تخمینہ کاری برقرار ہے، ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) کے خلاف آگے بڑھنا جائز ہے کیونکہ ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) کو 1922 کے ایکٹ کی دفعہ 25A کے تحت حکم منظور ہونے تک موجود سمجھا جاتا تھا۔ ٹریبونل نے اس سوال پر غور کیا کہ آیا تخمینہ کاری کے سال 1955-56 کے لیے ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) پر کوئی تخمینہ کاری تھی۔ اس کے نتائج یہ تھے:

"(i) تخمینہ کاری کا کوئی دستخط شدہ حکم نہیں تھا۔

(ii) اگر اس تخمینہ کاری میں مطالبہ نوٹس موجود بھی لیا جائے تو تخمینہ کاری غلط ہے کیونکہ اس کے تحت مثبت مطالبہ ہونے کے باوجود اسے ٹیکس دہندہ کو نہیں دیا گیا تھا۔

(iii) اگر ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) (56-1955 کے لیے) پر کوئی تخمینہ کاری نہیں تھی، تو مشخص الیہ کی طرف سے دفعہ 25A کے تحت درخواست کے ساتھ آگے آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس دفعہ میں اس کے تحت درخواست صرف اس وقت دی گئی تھی جب ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) پر پہلے ہی تخمینہ کاری ہو چکی تھی۔

(iv) دفعہ 25A کے تحت درخواست کی عدم موجودگی، ان حالات میں، انکم ٹیکس حکام کو خاندان کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں دے سکتی۔

(v) دفعہ 25A(3) کا کوئی عمل نہیں تھا کیونکہ خاندان پر کوئی تخمینہ کاری نہیں تھی، تنازعہ ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F) ایک مردہ مشخص الیہ کے طور پر اسی حیثیت میں تھا جس

کی آمدنی دفعہ 24B نافذ ہونے تک ٹیکس کے تابع نہیں ہو سکتی تھی (دیکھیں ایس ریڈ بنام سی آئی ٹی، 5 آئی ٹی سی 100) اور

(vi) ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) کی حیثیت میں تخمینہ کاری جب خاندان کا وجود ختم ہو گیا تھا تو اسے الگ کرنا پڑا کیونکہ یہ درست نہیں تھا۔

ریونیونے دوسری چیزوں کے علاوہ عدالت عالیہ سے حوالہ طلب کرتے ہوئے کہا کہ ٹریبونل کے حقائق پر مبنی نتائج "کسی بھی ثبوت سے غیر مصدقہ اور غیر معقول اور مسخ شدہ" ہیں۔ ٹریبونل نے تجویز کردہ سوالات میں ترمیم کی اور ان دو سوالات کو وضع کیا جن کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔ ان سوالات کے فریم ورک کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ریونیو چاہتا تھا کہ ٹریبونل عدالت عالیہ کا حوالہ دے، ہمارے خیال میں، یہ عدالت عالیہ کے لیے کھلا تھا کہ وہ ٹریبونل کے سامنے ریکارڈ پر غور کرے تاکہ اس بات کا تعین کیا جاسکے کہ آیا ٹریبونل کے حقائق پر مبنی نتائج غلط تھے۔

عدالت عالیہ ٹیکس کے قوانین کے تحت ایک حوالہ میں قانون کے سوالات کے حوالے سے مشاورتی دائرہ اختیار کا استعمال کرتی ہے۔ یہ تب ہی ہوتا ہے جب اس کے سامنے کوئی سوال ہوتا ہے جو یہ پوچھتا ہے کہ کیا ٹریبونل، اس کے سامنے موجود ریکارڈ پر موجود شواہد پر، کسی ایسے نتیجے پر پہنچا ہے جو اس بات سے متصادم ہے کہ وہ حقائق میں جاسکتا ہے کیونکہ یہ قانون کا سوال ہے۔ کوئی نتیجہ صرف اس صورت میں منفی ہوتا ہے جب وہ ایسا ہو کہ کوئی بھی شخص، جس کو مناسب طریقے سے ہدایت دی گئی ہو، اس کے سامنے موجود ریکارڈ پر، معقول طور پر اس تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

فوری معاملے میں، عدالت عالیہ نے پھول سنگھ کے دستخط شدہ 25 اپریل 1968 کی اقراری رسید پر انحصار کیا۔ اس نے کہا، "ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اس پھول سنگھ کو بڑے پیمانے پر الگ الگ تاریخوں پر مشخص الیہ کی جانب سے کئی نوٹس موصول ہوئے ہیں۔" عدالت عالیہ نے جن "ریکارڈوں" کا حوالہ دیا وہ "ایسے حقائق کا بیان تھا جو ٹریبونل کے ذریعے تسلیم کیے گئے اور / یا پائے گئے ہیں اور جو مقدمے کا بیان تیار کرنے کے لیے ضروری ہیں (حوالہ درخواست کے پیرا 31 کے ذریعے)" جو ریونیو کی حوالہ درخواست کے ساتھ منسلک تھا۔ اس بیان میں کہا گیا ہے، "ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اس پھول سنگھ کو بڑے پیمانے پر الگ الگ تاریخوں پر مشخص الیہ کی جانب سے متعدد نوٹس موصول ہوئے ہیں۔" کیس کا بیان پھول سنگھ کے بارے میں ایسا نہیں کہتا ہے۔

یہ ٹریبونل ہے جو حقائق تلاش کرتا ہے۔ یہ مقدمے کے بیان میں ان کا تعین کرتا ہے جس کے تحت یہ قانون کے سوالات کو عدالت عالیہ کے حوالے کرتا ہے۔ عدالت عالیہ، حوالہ کی کارروائی

میں، پائے جانے والے حقائق کے پیچھے نہیں جاسکتی۔ جہاں عدالت عالیہ کا خیال ہے کہ یہ ضروری ہے کہ پائے جانے والے حقائق کے علاوہ دیگر حقائق کا پتہ لگانے کی ضرورت ہے تو اسے ٹریبونل سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ مقدمے کا اضافی بیان پیش کرے۔ یہاں تک کہ جب، یہاں کی طرح، عدالت عالیہ کو یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ آیا ٹریبونل کے ذریعے حاصل کردہ حقائق کے نتائج متضاد ہیں، تو عدالت عالیہ ان شواہد تک محدود ہے جو ٹریبونل کے سامنے تھے۔ عدالت عالیہ ایسے شواہد کو نہیں دیکھ سکتی جو ٹریبونل کے سامنے نہیں تھے جب وہ متنازعہ نتائج پر پہنچی تھی تاکہ یہ مانا جاسکے کہ یہ نتائج متضاد ہیں۔

"تسلیم شدہ" حقائق کا بیان ریونیو کی طرف سے ٹریبونل کے سامنے اس کی حوالہ درخواست کے ضمیمہ کے طور پر رکھا گیا تھا۔ یہ کہ مقدمے کے بیان میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ پھول سنگھ کو مشخص الیہ کی جانب سے پہلے نوٹس موصول ہوئے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹریبونل نے ایسا نہیں پایا تھا؛ کہ اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ریونیو نے یہ دلیل اور معاون مواد ٹریبونل کے سامنے نہیں رکھا تھا۔ عدالت عالیہ ٹریبونل سے یہ معلوم کرنے کا مطالبہ کر سکتی تھی کہ آیا پھول سنگھ کو مشخص الیہ کی جانب سے پہلے نوٹس موصول ہوئے تھے اور مقدمے کا اضافی بیان تیار کیا گیا تھا، لیکن عدالت عالیہ ان "تسلیم شدہ" حقائق پر اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکی کہ ٹریبونل کے حقائق کے نتائج متضاد تھے۔

عدالت عالیہ نے خود کو پھول سنگھ کے دستخط شدہ مطالبہ نوٹس اور اقراری رسید پر مبنی کیا اور مشاہدہ کیا، "جب تک کہ قانون کے تحت یا اس کے مطابق تخمینہ کاری کا حکم منظور نہیں کیا گیا تھا، تب تک مقررہ فارم میں مطالبہ نوٹس کا سوال جس میں مشخص الیہ کی طرف سے قابل ادائیگی رقم کی وضاحت کی گئی ہو، پیدا نہیں ہو سکتا۔" عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو مناسب اہمیت نہیں دی کہ ٹریبونل کے سامنے ریونیو کی طرف سے پیش کردہ ریکارڈ پر کوئی دستخط شدہ تخمینہ کاری کا حکم نہیں تھا اور نہ ہی دستخط شدہ تخمینہ کاری کا فارم تھا۔

یہ کہ تخمینہ کاری آرڈر پر دستخط کرنے ہوتے ہیں، کلیان کمار راے بنام کمشنر انکم ٹیکس، 191 آئی ٹی آر 634 میں اس عدالت کے فیصلے سے ثابت ہوتا ہے۔ اس نے کہا:

"اگر، اس لیے، انکم ٹیکس افسر پہلے کل آمدنی کا جائزہ لینے کا حکم تیار کرتا ہے اور ایڈجسٹمنٹ کرنے کی نشاندہی کرتا ہے، تو دفتر کو اس بنیاد پر قابل ادائیگی ٹیکس کا حساب لگانے کی ہدایت کرتا ہے اور پھر اس کی منظوری دیتا ہے، یا تو فوری طور پر یا کچھ دیر بعد، اس عمل میں کوئی

غلطی نہیں پائی جاسکتی، حالانکہ یہ تب ہی ہوتا ہے جب دونوں حساباتی اوراق پر انکم ٹیکس افسر کے دستخط ہوتے ہیں یا شروع ہوتے ہیں کہ دفعہ 143(3) میں بیان کردہ عمل مکمل ہو جائے گا۔

XXX

XXX

XXXX

ان تمام فیصلوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تخمینہ کاری کی تکمیل کے لیے مقرر کردہ حد کی مدت ختم ہونے سے پہلے انکم ٹیکس افسر کی طرف سے کچھ تحریری تحریر ہونی چاہیے جس میں قابل ادائیگی ٹیکس کا تعین کیا جاتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ عام طور پر "تخمینہ کاری آرڈر" کے طرز کردہ فارم میں خود ٹیکس کی گنتی بھی شامل ہونی چاہئے۔

تخمینہ کاری سال 1955-56 کے لیے ہندو غیر منقسم خاندان (H.U.F.) پر ایک درست تخمینہ کاری ریونیو کے معاملے میں مرکزی تھی۔ چونکہ یہ اس سال کے لیے دستخط شدہ تخمینہ کاری آرڈر کی پیش کش سے یہ ثابت صنعتی عمل سے قاصر تھا کہ اس طرح کی جائز تخمینہ کاری تھی، اس کا مقدمہ گر گیا اور ٹریبونل اس طرح کے انعقاد میں درست تھا۔ عدالت عالیہ نے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں غلطی کی کہ ٹریبونل کے ریکارڈ پر موجود نتائج غلط تھے۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔ اپیل کے تحت فیصلہ اور حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ ٹریبونل کے فیصلے اور حکم کو بحال کیا جاتا ہے۔

مدعا علیہان اپیل کے اخراجات اپیل گزاروں کو ادا کریں گے۔

اپیل منظور کی گئی۔